مفاہیم بدعت اور علماء بر صغیر کی آراء کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ

A Research and Critical Review of The Opinions of Scholars of The Subcontinent about Bid'at

Dr. Mahmood Ahmad
Postdoctoral Fellowship, IRI, IIU
Islamabad:muftimehmoodahmad@gmail.com
Muhammad Zubair Ahmed
M.phil Scholar, Islamic Studies, NCBA & E, DHA,
Lahore:mzubairahmed@gmail.com
Muhammad Javed Shoukat
Ph.D scholar (Islamic studies), The Imperial Collage of Business Studies,
Lahore. javedshoukat551@gmail.com

Abstract

To comprehend the essence of Bid'at is crucial to grasp the distinction between Bid'at (literal and Shari'i). The acts not found in Khair al-Quroon are deemed Bid'at (innovation) literally, yet not necessarily from a Shariah perspective. Shariah considers bid'at when any practice is outside acts of Khair al-Quroon and integrated into the faith, seen as meritorious, while those who abstain are criticized. Thus, complete innovation denotes that every Shariah-based innovation leads astray. The interpretation of bid'at varies among Masalik Deoband, Barelvi, and Ahl al- Ḥadith and can be delineated through the points that have been discussed in the article.

Keywords: Innovation in Islāmic practices, Shariah, Bid'at, opinions

دین اسلام کی کاملیت و جامعیت کا ایک مظہر یہ بھی ہے کہ اس دین کو عقیدہ و عمل میں کسی جدید کی ضرورت نہیں۔ بل کہ ہر ایسی جدید چیز کی سخت مذمت کی گئی ہے اور اسے بدعت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ "البدعة" بدعت"، عربی زبان کا لفظ ہے جو کہ ثلاثی مجرد "البدع" سے "مشتق ہے۔ لغت عرب میں یہ لفظ اپنے جوہر حقیقی معانی کے اعتبار سے دو مختلف معانی کے لیے مستعمل ہے۔" "البدع" کے ایک معنی ہیں سابقہ نمونے

مثال یا کسی وجود کو مد نظر رکھے بغیر انوکھے انداز سے کوئی نئی چیز بنانا، یا کسی مثال کے بغیر کسی کام کا آغاز کرنا، اور اس کے دوسرے معنی ہیں: تھک جانا یا رک جانا، لنگڑا ہونا، ابن فارس فرماتے ہیں : "بَدَعَ الْبَاءُ وَالدَّالُ وَ الْعَيْنُ أَصْلَانِ : أَحَدُهُمَا ابْتِدَاءُ الشَّيْءِ وَصُنْعُهُ لَا عَنْ مِثَالٍ، وَالْآخَرُ الانْقِطَاعُ وَالْكَلَالُ فَالأَول قَوْلُهُمْ: أَبْدَعْتُ الشَّيْءَ قَوْلًا أَوْ فِعْلًا: إِذَا ابْتَدَأْتَهُ لَا مَنْ سَابِقِ مِثَالٍ "[1]

بدع کے دو حقیقی معانی ہیں: پہلا: کسی مثال کے بغیر کسی چیز کا آغاز کرنا یا بنانا۔ اور دوسرا (جانور کا) تھک جانا یا رک جانا۔ پہلے معنی کی مثال: جب تم کسی سابقہ مثال کے بغیر کسی کام کا آغاز کرو تو عرب اس کے لیے کہتے ہیں :"اَبْدَعْتُ الشَّيْء قَوْلًا أو فعلا ,یعنی کسی چیز کا قولاً یا فعلاً آغاز کیا"

امام خلیل بن احمد فراہیدی ہی یہ فرماتے ہیں :

" البدع: إحداث شيء لم يكن له من قبل خلق ولا ذكر ولا معرفة"[2]

"البدع (مصدر) کا معنی ہے کوئی ایسی نئی چیز تیار کرنا جسے اس سے قبل تخلیق کیا گیا ہو نہ اس کا کہیں تذکرہ ہو اور نہ ہی اس کی کوئی معرفت ہو"

امام جیانی فرماتے ہیں:

"أول فيما نسب إليه"[3]

"بدع" کا معنی ہے "کوئی ایسا کام کرنا جسے اس سے پہلے نہ کیا گیا ہو"

عربی زبان میں "بدع" کے اس معنی میں استعمال کی گئی مثالیں موجود ہیں، مثلاً جب نیا کنواں کھودا جائے تو عربی میں کہتے ہیں: "بدعت الو کی" اسی طرح عرب ایک جملہ بولتے ہیں:"لست بيد ع ربى كَذَا وَكَذَا أَى نست باول من أَصَابَهُ هَذَا"، "یعنی میں پہلا آدمی نہیں ہوں جسے یہ معاملہ پیش آیا ہے"

امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں :

---

[1]احمد ابن فارس ابن زکریا القزوینی الرازی، معجم مقاییس اللغۃ، 356/1

Aḥmad ibn Fārsī ibn Zakariyā al-Qazwinī al-Rāzī,1/356

[2] ابو الحسین، معجم مقیس اللغۃ، (دار الفکر، ۱۳۹۹ھ)، جلد ۱، صفحہ ۲۰۹.

Abu al-Ḥusain, Mu'jam Muqayyis al-Lughah, (Dār al-Fikr, 1399H), Vol. 1, p. 209

[3]الفراھیدی، ابو عبدالرحمن الخلیل ابن احمد، کتاب العین، (دار المکتبۃ الھلال)، جلد ۲، صفحہ ۵۴

Al-Farāhidī, Abu Abd al-Raḥmān al-Khalil ibn Aḥmad, Kitāb al-Ain, (Dār al-Maktabat al-Hilāl), Vol. 2, p. 54

"الإبداع: إنشاء صنعة بلا احتذاء واقتداء، ومنه قيل ركية بديع جديدة الحفر (انظر: اللسان (بدع) وإذا استعمل فى الله تعالى فهو إيجاد الشيء بغير آلة ولا مادة ولا زمان ولا مكان، وليس ذلك إلا لله"[4]

"کسی کی اقتداء اور پیروی کے بغیر کوئی نئی چیز تخلیق کرنا ابداع ہے۔جب یہ لفظ اللہ تعالی کے لیے مستعمل ہو تو اس کا معنی ہوتا ہے زمان و مکاں، مادے اور آلہ کے بغیر کوئی چیز ایجاد کرنا اور یہ صرف اللہ کی صفت ہے" علامہ وحید الزمان میں اہلیہ فرماتے ہیں :

"بدع شروع کرنا، ایک نئی چیز نکالنا یا پیدا کرنا جس کی کوئی مثال پہلے سے نہ ہو۔[5]

جہاں تک بدع کے دوسرے معنی " تھک جانا یا رک جانا، لنگڑا ہونا کا تعلق ہے تو اس کے متعلق ابن فارس فرماتے ہیں:

"وَالْأَصْلُ الْآخَرُ قَوْلُهُمْ : أَبْدِعَتِ الرَّاحِلَةُ : إِذَا كَلَّتْ وَعَطِبَتْ، وَأَبْدِعَ بِالرَّجُلِ : إِذَا كُنتُ رِكَابُهُ أَوْ عَطِبَتْ وَبَقِيَ مُنْقَطِعًا به"[6]

"دوسرے معنی کی مثال: جب سواری تھک جائے تو عرب کہتے ہیں: ابدعت الرحلیہ اور جب آدمی کی سواری تھک جائے یا بے کار ہو جائے اور آدمی سفر سے لاچار ہو جائے تو عرب کہتے ہیں : ا بـد ع بـا لـر جل "۔

’’ ابدع البعیر کہتے ہیں جب اونٹ کار کنا کسی بیماری وغیرہ کی وجہ سے ہو۔یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس سے مراد آنکھوں کی بیماری ہے۔ابدعت الابل کہتے ہیں جب اونٹ کو کمزوری اور لاغر پن کی بنا پر راستے میں چھوڑ دیا جائے۔ابدع بالرجل ‘‘ کہتے ہیں جب آدمی کے لیے سواری کی کمر بوجہ تھکاوٹ کمزور ہو جائے"

ابن درید فرماتے ہیں :

---

[4] ابو عبداللہ، جمال الدین، اکمال العلم باتثلیث الکلام، (ام القریٰ یونیورسٹی، مکہ، 1404)، جلد 1، صفحہ 60۔
Abu Abdullah, Jamāl al-Din, Ikmāl al-Ilam bi Tathlīth al-Kalām,(Jamiat Umm al-Qura, University Makkah al-Mukarramah, First edition 1404H), Vol. 1, p. 60

[5] ابو بکر محمد ابن الحسین ابن درید العزدی، جمھوریۃ اللغۃ، (دار العلوم للمالیین، بیروت، پہلا ایڈیشن، 1987ء)، جلد 1، ص 298۔
Abu Bakr Muḥammad ibn al-Ḥusain ibn Darrid al-Azdī, Jamhurat al-Lughah, (Dār al-Ilm li al-Mālayin, Beirūt, First print 1987CE), Vol. 1, p. 298.

[6] الراغب الاصفہانی، ابو القاسم، الحسین ابن محمد ابن الفضل، مفردات لالفاظ القرآن، (دار القلم، دمشق)، جلد 1، صفحہ 72۔
Al-Rāghib al-Aṣfahānī, Abu al-Qāsim, Al-Ḥusain ibn Muḥammad ibn al-Fadl, Mufradāt al-Fāz al-Qur'ān,(Dār al-Qalam, Damashaq), Vol. 1, p. 72.

"و يقال : ابدع بالرجل اذا كلت راحلته وانقطع به" [7]

"ابدع بالرجل کہتے ہیں جب آدمی کی سواری تھک جائے اور اس کا سفر مسدود ہو جائے"

ابن منظور فرماتے ہیں:

"وأبدعت الإبل: بركت في الطريقِ مِنْ هُزال أو دَاءٍ أَو كَلال، وأَبْدَعت هي: كَلَّت أَو عَطِبَت، وَقِيلَ: لَا يَكُونُ الإبداع الا بقدم. يُقَالُ: أَبْدَعَت بِهِ راحِلتُه إِذا ظَلَعَت" [8]

"(أبدعت الإبل) اونٹ بوجہ کمزوری بیماری یا تھکاوٹ راستے میں بیٹھ گیا۔ کہا جاتا ہے کہ ابداع صرف لنگڑے پن کی وجہ سے ہوتا ہے جب سواری لنگڑی ہو جائے تبھی" ابدعت يه راحلته "کہا جاتا ہے" [9]

قرآن و حدیث سے استشہاد

ذیل میں ہم لفظ بدعت کے دونوں معانی پر آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ سے استشہاد پیش کرتے ہیں:

پہلا معنی

پہلے معنی میں اللہ تعالی کا فرمان ہے:

"قُلْ مَا كُنتُ بِدْعًا مِنَ الرُّسُلِ" [10]

"میں رسولوں میں سے انوکھا نہیں ہوں"

مولانا مودودی مرحوم اس کا ترجمہ کرتے ہیں: "میں کوئی نرالا رسول تو نہیں ہوں" [11]

ابو اللیث سمرقندی اس آیت کا یہ معنی بیان کرتے ہیں:

---

[7] ابن فارس، معجم مقیس اللغۃ، جلد 1، ص 210۔
Ibn Fārsī, Mu'jam Muqayyis al-Lughah, Vol. 1, p. 210.

[8] الخلیل ابن احمد، کتاب العین، جلد 2، ص 55۔
Al-Khalil ibn Aḥmad, Kitāb al-Ain, Vol. 2, p. 55.

[9] ابن درید، جمھوریۃ اللغۃ، جلد 1، ص 298۔
Ibn Darrid, Jamhurat al-Lughah, Vol. 1, p. 298.

[10] ابن العنبری الافریقی، محمد ابن مکرم ابن علی، لسان العرب، (دار صادر، بیروت، تیسرا ایڈیشن 1414ھ)، جلد 8، صفحہ 7.
Ibn al-A'mbarī al-Afrayqī, Muḥammad ibn Makram ibn Alī, Lisān al-A'rab, (Dār Sader, Beirūt, Third print 1414H), Vol. 8, p. 7.

[11] وحید الزمان، لغۃ الحدیث، مجلد 1، ص 29.
Waḥid al-Zamān, Lughat al-Ḥadith, Vol. 1, p. 29.

"ما أنا أول رسول بعث" [12]

"میں کوئی پہلا رسول نہیں ہوں جسے مبعوث کیا گیا ہے"

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"بَدِيعُ السَّموَاتِ وَالْأَرْضِ" [13]

"وہ تو آسمانوں اور زمین کا موجد ہے"

ابو اسحاق اس آیت کا مفہوم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"انه أنشأها على غير حذاء ولا مثال" [14]

"یقیناً اللہ نے ان دونوں آسمان وزمین کو کسی مثال اور نمونے کے بغیر تخلیق کیا ہے"

رسول اللہ ﷺ سے اس مفہوم کے مطابق مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"إن تهامة كبديم العسل حلو أوله وآخره"[15]

"یقیناً تہامہ کا علاقہ شہد کی نئی مشک کی طرح ہے، جس کا اول بھی میٹھا ہے اور آخر بھی"

امام ابن اثیر لیے اس کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

"البديع : الرق الجديد" [16]

"یعنی نئی مشک"

---

[12] الاحقاف،9:46۔

Al-Aḥqāf, 9:46.

[13] مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، تفہیم القرآن، (شعبہ ترجمہ القرآن، لاہور، 1994)، جلد4، ص 605۔

Maududī, Abu al-A'la, Syed, Tafheem al-Qur'ān, (IDāra Tarjuman al-Qur'ān, Lahore, 1994), Vol. 4, p. 605.

[14] الثمرقندی، ابواللیث، نصر ابن محمد ابن احمد ابن ابراہیم، بحر العلوم، (دار الفکر، بیروت)، جلد4، ص 138۔

Al-Thamarqandī, Abu al-Laith, Naṣr ibn Muḥammad ibn Aḥmad ibn Ibrahim, Baḥr al-U'lum, (Dār al-Fikr, Beirūt), Vol. 4, p. 138.

[15] البقرہ، 2:117۔

Al-Baqarah, 2:117.

[16] ابن سید علی ابن اسماعیل، المحکم والمحیط الاعظم، (دار الکتب العلمیہ، بیروت، پہلا ایڈیشن (51321)، جلد2، ص 33۔

Ibn Sayyid Ali ibn Ismā'il, Al-ḥikam wal-Muḥit al-A'zam, (Dār al-Kutub al-Ilmiyya, Beirūt, First print (51321), Vol. 2, p. 33.

دوسرا معنی

دوسرے معنی میں کوئی قرآنی آیت نہیں ہے جب کہ احادیث نبویہ میں یہ معنی پایا جاتا ہے۔ سیدنا ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا: میرا جانور جاتا رہا اب مجھے سواری دیجئے۔"

"إِنِّي أُبْدِعَ رِبِي فَاحْمِلْنِي" [17]

بعض روایات میں ان الفاظ کی یوں وضاحت بھی وارد ہوئی ہے:

"إِنِّي أَبْدِعَبِي فَاحْمِلْنِي يَعْنِي قُطِعَ بِي" [18]

امام ابن حبان عملی ان الفاظ کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

"أبدع ربي يُريد قطع بي عَنِ الرَّكُوبِ لِأَنَّ رَوَاحِلِي كَلتُ و عرجت" [19]

" أبدع ربي "سے مراد ہے کہ سواری کے تھکنے یا لنگڑا ہونے کی بنا پر میرے سوار ہونے کا ذریعہ ختم ہو گیا ہے"

بعض روایات میں یہ الفاظ یوں بھی وارد ہوئے ہیں :

"أَرَأَيْتَ إِنْ أَزْحَفَ عَلَيْنَا مِنْهَا شَيْءٍ" [20]

"اگر ان میں سے کوئی تھک کر چور ہو جائے تو اس کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟"

اس معنی کی توضیح اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں آپ ایسے ہی کسی موقع پر فرمایا:

---

[17] الزمخشری، محمود ابن عمرو ابن احمد (متوفی 5538ھ)، الکشاف، 267/1

Al-Zamakhsharī, Maḥmood ibn Amr ibn Aḥmad (d. 5538)al kasshaf, 1/267

[18] الفائق فی غریب الحدیث والآثار، (دار المعارف، لبنان، تیسرا ایڈیشن)، جلد 1، ص 267۔

Al-Fāiq fi Gharib al-Ḥadith wal-Athār, (Dār al-Ma'ārif, Lebanon, Third print), Vol. 1, p. 267

[19] ابن العشیر، المبارک ابن محمد الجزری، النہایہ فی غریب الحدیث والآثار، (بیروت، 1979ء)، جلد 1، ص 267۔

Ibn al-Ashir, Al-Mubārak ibn Muḥammad al-Jazarī, Al-Nihāyah fi Gharib al-Ḥadith wal-Athār, (Beirūt, 1979), Vol. 1, p. 267

[20] المسند الصحیح لخنصر بن قل العدل عن العدل الی رسول اللہ، (دار احیاء التراث العربي، بیروت)، جلد 3، ص 1506، رقم الحدیث 1893.

Al-Musnad al-Ṣaḥiḥ al-Khunṣar bin Qal al-Adl an al-Adl ila Rasul Allah, (Dār Iḥyā al-Turāth al-A'rabī, Beirūt, Vol. 3, p. 1506), Ḥadith No. 1893

"إِذَا عَطِبَ مِنْهَا شَيْءٌ فَخَشِيتُ عَلَيْهِ مَوْتًا فَانْحَرْهَا "[21]

"اگران میں سے کوئی تھک کر بے کار ہو جائے اور تجھے اس کی موت کا خدشہ ہو تو اسے ذبح کرلو"

اسی طرح موسیٰ بن سلمہ ہذلی رضی اللہ عنہ ایک حدیث میں ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"فَأَ حَفَتْ عَلَيْهِ بِالطَّرِيقِ، فَعَيِيَ بِشَأْنِهَا إِنْ هِيَ أَبْدِعَتْ كَيْفَ يَأْتِي بِهَا" [22]

تفصیلات بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ عربی زبان میں ''البدع اپنے حقیقی معانی کے اعتبار سے دو مختلف معانی بیان کرتا ہے۔''البدع'' کے ایک معنی ہیں سابقہ نمونے، مثال یا کسی وجود کو مدنظر رکھے بغیر انوکھے انداز سے کوئی نئی چیز بنانا، یا کسی نئے کام کا آغاز کرنا، اور دوسرے معنی ہیں: تھک جانا یا رک جانا، لنگڑا ہونا۔

اگر غور کیا جائے تو دوسرا معنی بھی پہلے معنی ہی کی طرف لوٹتا ہے، کیوں کہ چلتی ہوئی سواری کا رکنا بھی در حقیقت ایک نیا کام ہے، جو اس سے پہلے سواری نے نہیں کیا تھا۔ امام ابن اثیر اور ابن منظور پیر مذکورہ احادیث کی توضیح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"گویا کہ سواری مسلسل چلنے کی جس عادت پر قائم تھی اسے ترک کرنے کو کہنے والے نے ابداع قرار دیا ہے، یعنی سواری نے ایسا نیا کام کیا ہے جو اس کی عادت سے خارج تھا" [23]

بدع کے دو مذکورہ بالا مفہوم میں سے مفہوم اول زیادہ مشہور ہے اور جب مصدر البدعہ آئے تو عموماً وہی معنی مراد ہوتا ہے۔ لغوین کی آراء ملاحظہ ہو۔

لغویین کی آراء

جہاں تک لفظ'' بدعت کا تعلق ہے، تو عربی زبان میں ''البدع''کا لفظ''الابتداع'' کا اسم ہے جیسا کہ لفظ رفعت الارتفاع کا اسم ہے۔ علامہ مطرزی فرماتے ہیں:

"الْبِدْعَةُ) اسْمٌ مِنْ ابْتَدَعَ الْأَمْرَ كَالرِّفْعَةِ اسْمٌ مِنَ الارْتِفَاعِ وَالْخِلْفَةِ مِنَ الاخْتِلَافِ" [24]

---

[21] الطبرانی، سلیمان ابن احمد ابن ایوب، المعجم الکبیر، (مکتبہ ابن تیمیہ، قاہرہ)، ج:17، ص:226، نمبر:626۔
Al- Ṭabarānī, Sulaimān ibn Aḥmad ibn Ayub, Al-Mu'jam al-Kabir, (Maktaba Ibn Taimiya, Cairo), Vol. 17, p. 226, No. 626.

[22] ابن حبان، محمد، أبو عبداللہ، صحیح ابن حبان بترتیب ابن بلبان، (مؤسسة الرسالة، بیروت، 1993م)، جلد4، ص 555.
Ibn Ḥibbān, Muḥammad, Abu Abdullah, Ṣaḥiḥ Ibn Ḥibbān bi Tartib Ibn Balbān, (Mosasa al-Risālah, Beirūt, 1993), Vol. 4, p. 555.

[23] القشیري، صحیح مسلم، جلد2، صفحہ 922، رقم الحدیث1325.
Al-Qushayrī, Ṣaḥiḥ Muslim, Vol. 2, p. 922, Ḥadith No. 1325.

لفظ ''بدعت'' کا مفہوم بھی اپنے مادے کے مطابق ہے، یعنی ہر نیا کام کرنا خواہ وہ دین سے تعلق رکھتا ہو یا غیر دین سے، بدعت کہلاتا ہے۔ ذیل میں ہم لفظ "بدعت" کے لغوی مفہوم کے بارے میں آئمہ لغات کی آراء پیش کرتے ہیں :

امام خلیل بن احمد فراہیدی فرماتے ہیں:

"والبدعة: اسم ما ابتدع من الدين وغيره "[25]

"دین میں جو نیا کام کیا جائے اس کا نام بدعت ہے"

امام اسماعیل بن حماد جوہری فرماتے ہیں:

" البدعةُ : الحَدَثُ في الدين بعد الإكمال"[26]

"دین کی تکمیل کے بعد اس میں نیا کام کرنا بدعت ہے"

ابن سکیت فرماتے ہیں:

"البِدْعَةُ : كُل مُحْدَثَة۔ [27]

"ہر نیا کام بدعت ہے"

ابو بقاء کفوی فرماتے ہیں :

"البدعة : كل عمل عمل على غير مثال سبق فَهُوَ بِدعة" . [28]

بدعت کا شرعی مفہوم

[24] النسائی، ابوعبدالرحمٰن احمد ابن شعیب (متوفی 5303ھ)۔السنن، 67/1

Al-Nasāī, Abu Abd al-Raḥmān Aḥmad ibn Shu'aib (d. 5303).al Sunan, 1/67

[25] السنن الکبری، (مؤسسة الرسالة، بیروت، الطبعة الأولى (1321ھ)، جلد2، ص 208، رقم الحدیث4122.

Al-Sunan al-Kubra,(Mu'assat al-Risālah, Beirūt, First print (1321H), Vol. 2, p. 208, Ḥadith No. 4122.

[26] ابن أبي شيبة، عبدالله ابن محمد، أبو بكر، المصنف، (مكتبة الرشد، الرياض)، جلد4، ص 33.

Ibn Abi Shaybah, Abdullah ibn Muḥammad, Abu Bakr, Al-Muṣannaf, (Maktabat al-Rushd, Riyādh), Vol. 4, p. 33.

[27] القشيري، صحيح مسلم، جلد2، صفحہ 962، رقم الحديث1325.

Al-Qushayrī, Ṣaḥiḥ Muslim, Vol. 2, p. 962, Ḥadith No. 1325.

[28] ابن الأثير، النهاية في غريب الحديث والآثار، جلد1، صفحہ 106.

Ibn al-Athir, Al-Nihāyah fi Gharib al-Ḥadith wal-Athār, Vol. 1, p. 106.

علماء نے بدعت کے شرعی معنی یہ بیان کیے ہیں :

ابراہیم مصطفی بدعت کا مفہوم یوں واضح کرتے ہیں :

" البدعة : ما استحدث في الدين وغيره"[29]

"دین میں جو نیا کام کیا جائے وہ بدعت ہے اور اس کی جمع بدع ہے "

ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں :

"المحدثة والمراد بها ما احدث وليس له اصل فى الشرع و يسمى فى عرف بدعة وما كان له اصل يدل عليه الشرع فليس ببدعة"[30]

احادیث مبارکہ کی روشنی میں

"عَنْ جَابِرِ بْن عَبْدِ اللهِ ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ إِذَا خَطَبَ احْمَرَّتْ عَيْنَاهُ، وَعَلَا صَوْتُهُ، وَاشْتَدَّ غَضَبُهُ، كَأَنَّهُ مُنْذِرُ جَيْشٍ يَقُولُ: "صَبَّحَكُمْ مَسَّاكُمْ" وَيَقُولُ: "بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةَ كَهَاتَيْنِ، وَيَقْرِنُ بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطَى " ثُمَّ يَقُولُ: "أَمَّا بَعْدُ ، فَإِنَّ خَيْرَ الْأُمُورِ كِتَابُ اللَّهِ، وَخَيْرُ الْهَدْيِ هَدَى مُحَمَّدٍ، وَشَرُّ الأُمورِ مُحْدَثَاتُهَا ، وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ" .[31]

"جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب خطبہ دیتے تو آپ کی آنکھیں سرخ، آواز بلند اور غصہ سخت ہو جاتا، گویا کہ آپ ﷺ کسی (حملہ آور) لشکر سے ڈرانے والے اس شخص کی طرح ہیں جو کہہ رہا ہے کہ لشکر تمہارے اوپر صبح کو حملہ کرنے والا ہے، شام کو حملہ کرنے والا ہے۔ اور آپ ﷺ فرماتے: میں اور قیامت دونوں اس طرح قریب بھیجے گئے ہیں، اور (سمجھانے کے لیے) آپ ﷺ اپنی شہادت والی اور بیچ والی انگلی ملاتے پھر فرماتے: حمد وصلاۃ کے بعد! جان لو کہ سارے امور میں سے بہتر اللہ کی کتاب (قرآن) ہے، اور راستوں میں

---

[29] الماتريدي، ناصر ابن عبد السيد (ت.610ھ)، المغرب، (دار الكتاب العربي)، ص 62.

Al-Māturidi, Nāṣir ibn Abdul-Sayyid (d. 610H), Al-Maghrib, (Dār al-Kitāb al-Arabi), p. 62.

[30] الصحاح سيد اللغات وصحاح العربية، (دار العلم للملايين، بيروت، الطبعة الرابعة(1407ھ)، جلد 3، ص 1184.

Al- Ṣaḥāḥ Sayyid al-Lughāt wa Ṣaḥāḥ al-A'rabiyah, (Dār al-I'lm lil-Malāyin, Beirūt, Fourth print (1407H), Vol. 3, p. 1184.

[31] الزبيدي، محمد ابن محمد ابن عبد الرزاق الحسيني، تاج العروس من جواهر القاموس، (دار الهدى)، جلد 20، ص 309.

Al-Zubaidī, Muḥammad ibn Muḥammad ibn Abdul-Razzāq al-Ḥusainī, Tāj al-A'rus min Jawāhir al-Qāmus,(Dār al-Huda), Vol. 20, p. 309.

سے سب سے بہتر محمد ﷺ کا راستہ (سنت) ہے، اور سب سے بری چیز دین میں نئی چیزیں (بدعات) ہیں اور ہر بدعت (نئی چیز) گمراہی ہے"

حضرت جریر رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے:

"عنِ الْمُنْذِرِ بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَةٌ فَعُمِلَ بِهَا ، كَانَ لَهُ أَجْرُهَا وَ مِثْلُ أَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا ، لَا يَنقُصُ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا، وَمَنْ مَنْ سُنَّةً سَيِّئَةً فَعُمِلَ بِهَا، كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَ وِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا ، لَا يَنْقُصُ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْئًا ". [32]

بدعت کے عصری اطلاقات

چند اعتقادی بدعات درج ذیل ہیں۔

ا۔ امکان کذب باری تعالی

۲۔ امتناع النظیر فخر دوعالم ﷺ

۳۔ عقیدہ حاضر وناظر (کیا رسول اللہ ﷺ ہر جگہ موجود ہیں؟)

امتناع النظیر فخر دوعالم ﷺ

علماء اہل سلطنت اور علماء دیوبند کے درمیان یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی نظیر کو تخلیق کرنا آیا ممکن ہے یا نہیں؟ علماء دیوبند، شیخ اسماعیل دہلوی کی اتباع میں آپ کی نظیر کی تخلیق کو ممکن مانتے ہیں اور علامہ بریلوی فضل حق خیر آبادی رحمہ اللہ کی تحقیق کے مطابق یہ کہتے ہیں کہ آپ کی نظیر کو تخلیق کرنا ممکن نہیں ہے۔ نظیر سے مراد وہ شخص ہے جو تمام اوصاف کمالیہ میں آپ کے مساوی ہو۔ علماء اہلسنت (بریلوی) کے نزدیک اس معنی میں آپ کی نظیر کی تخلیق کرنا ممکن نہیں ہے۔

علامہ فضل حق خیر آبادی رحمہ اللہ اس عبارت کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اس قائل کے کلام کا مطلب یہ ہے کہ حضور سید کائنات صل اللہ علیہ وسلم کے تمام کمالات میں برابر کروڑوں اشخاص کی تخلیق ممکن ہے حالاں کہ حضور علی ایم کے تمام اوصاف و کمالات میں برابر کروڑوں اشخاص کی تخلیق ممکن ہے حالانکہ حضور ملی یانیم کی ذات ستودہ صفات سے تمام اوصاف و کمالات میں برابری رکھنے والے ایک

---

[32] ایضا

Ibid

شخص کی بھی تخلیق کا ممکن ہونا باطل ہے کیونکہ ایسا ایک شخص بھی موجود ہوا تو نص قرآنی کا کذب لازم آئے گا اور اللہ تعالی کا کذب محال بالذات ہے اور جسے محال بالذات لازم ہو اس کی تخلیق ممکن نہیں ہو سکتی" [33]

حاضر و ناظر

فی زمانہ مختلف فیہ مسائل میں سے ایک موضوع حاضر ناظر بھی ہے۔

کوئی شخص ایک مقام میں رہ کر اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کی طرح تمام عالم کو دیکھے اور قریب و دور کی آواز سُن سکتا ہو اسے ناظر کہتے ہیں۔ اور ایک ہی ساعت میں عالم کی سیر کرنے پر قادر ہو اور یہ اختیار خواہ روحانی ہو یا نورانی یا علمی ہو اسے حاضر کہتے ہیں۔ حضور ﷺ اس طرح حاضر و ناظر ہیں یہ کسی کا بھی عقیدہ نہیں ہے۔

عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ

حاضر و ناظر کی تعریف میں حضرت علامہ عبدالحلیم شرف قادری صاحب لکھتے ہیں :

" ان نظریة الْحَافِرِ وَ النَّاظِرِ لا تَتَعَلَّقُ بِجِسْمِهِ الْأَقْدَسِ الْحَاصِ وَلَا بَشَرِيَّتِهِ بَلْ إِنَّمَا تَتَعَلَّقُ بِنُورِ انِيَّتِهِ وَرُوْحَانِيته" [34]

"بے شک حاضر و ناظر کے نظریہ کا تعلق حضور نبی کریم سلام کے جسم اقدس کے ساتھ نہیں ہے اور نہ ہی آپ ﷺ کی بشریت کے ساتھ ہے بلکہ اس نظریہ کا تعلق آپ میں تعلیم کی نورانیت اور روحانیت کے ساتھ ہے"

علامہ سعید احمد اسعد رحمہ اللہ علیہ

مناظر اسلام حضرت علامہ سعید احمد اسعد صاحب لکھتے ہیں :

"ہم اہلسنت والجماعت نبی مکرم ﷺ کے جسم بشری کے ساتھ ہر جگہ موجود ہونے کا دعوی نہیں کرتے ہم یہ دعوی کرتے ہیں کہ جس طرح آسمان کا سورج اپنے جسم کے ساتھ آسمان پر ہے لیکن اپنی روشنی اور نورانیت کے ساتھ روئے زمین پر موجود ہے۔ اسی طرح نبوت کے آفتاب جناب حضرت محمد ملی یاتم اپنے جسم اطہر، جسم بشری کے ساتھ گنبد خضری میں جلوہ گر ہیں لیکن اپنی نورانیت، روحانیت اور علمیت کے ساتھ ہر جگہ جلوہ گر ہیں"۔ [35]

---

[33] جامع العلم والحکم في شرح خمسین حدیثاً من جوامع الکلم، (مؤسسة الرسالة، بیروت، الطبعة السابعة(1422ھ)، ج 2، ص 127.
Jām'e al-I'lm wal-Ḥikm fī Sharḥ Khamsin Ḥadithan min Jawām'i al-Kalim,(Mu'assat al-Risālah, Beirūt, Seventh (1422H), Vol. 2, p. 127.

[34] عبدالحکیم شرف قادري، من عقائد أهل السنة، (مکتبة قادریة، لاهور)، ص 325.
Abd al-Ḥakim Sharf Qādrī, Min Aqāid Ahl-e-Sunnat, (Maktaba Qādria, Lahore), p. 325.

[35] علامہ سعید احمد اسد، مسائل حاضر و ناظر، (مکتبہ سعیدیہ رضویہ)، ص 6.

خلاصہ کلام

بدعت کے مفہوم کو سمجھنے کے لیے سب سے پہلے بدعت کی تقسیم (لغوی و شرعی) کو سمجھنا ضروری ہے کیوں کہ جو کام خیر القروں میں نہیں ہوئے وہ لغوی اعتبار سے تو بدعت ہیں لیکن ضروری نہیں کہ وہ شرعی اعتبار سے بھی بدعت ہوں۔ شرعی اعتبار سے بدعت کا اطلاق اس وقت ہو گا جب کسی ایسے کام کو دین میں شامل کیا جائے جس کا تصور خیر القرون میں نہ ہو اور اسے ثواب سمجھ کر کیا جائے اور نہ کرنے والوں پر طعن کیا جائے۔ لہذا کل بدعت ضلالہ کا مطلب ہو گا کہ ہر شرعی بدعت گمراہی ہے۔ تمام مسالک دیوبند، بریلوی اور اہل حدیث کے نزدیک بدعت کے مفہوم میں فرق کو درج ذیل نکات کی صورت میں واضح کیا جا سکتا ہے۔

1۔ دیوبند اور اہل حدیث کے نزدیک بدعت کا اطلاق قرون ثلاثہ کے بعد ہوتا ہے اور بریلوی مسلک کے نزدیک حضور علیہ السلام کے وصال کے بعد سے۔

2۔ دیوبند اور اہل حدیث مسالک کے نزدیک آپ مٹی میں سلیم نے جو کام کیے وہ سنت ہے اور جن کاموں کو نہیں کیا ان کو چھوڑنا یعنی ان کا نہ کرنا سنت ہے، بریلوی مسلک کے نزدیک جو کام آپ مٹی یا تم نے کیے وہ سنت اور جن کاموں کو نہیں کیا وہ مباح ہیں یعنی وہ حرام تب ہوں گے جب شریعت کی طرف سے کوئی ممانعت آئے گی۔

3۔ دیوبند اور اہل حدیث کے نزدیک جن اشیاء کے بارے میں شریعت کا کوئی واضح حکم نہیں وہاں اصل میں تو قف ہے اور بریلوی مسلک کے نزدیک وہاں اصل میں اباحت ہے۔ خواہ دینی معاملات ہوں یا دنیاوی معاملات ہوں۔

4۔ دیوبند اور اہل حدیث کے نزدیک من سن فی الاسلام سنتہ میں سنہ سے مراد معروف معنی میں سنت ہے، یعنی حضوری ایام کا فعل اور بریلوی مسلک کے نزدیک سنتہ سے مراد نیا طریقہ (بدعت حسنہ) ہے۔

5۔ دیوبند کے نزدیک ماراہ المسلمون حسنا میں مسلمانوں سے مراد گروہ صحابہ ہے، اور بریلوی مسلک کے نزدیک صحابہ کرام کے علاوہ دیگر مسلمان بھی اس میں شامل ہیں۔

ان تمام فروق کے دلائل اپنی اپنی جگہ پر موجود ہیں۔ باقی رہا عبادات میں تصور بدعت تو اس حوالے سے جو اختلاف پائے جاتے ہیں وہ تقریباً موجودہ مسالک کی پہچان کے لیے ہیں ورنہ ایسے اختلافات تو نہیں جن کی وجہ سے کفر و شکر کے فتوے صادر کیے جائیں۔

Allāma Sa'eed Aḥmad Asad, Masāel Ḥāzir o Nāzir, (Maktaba Sa'eedia Rizvia), p. 6.